شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

# بے بس ہیں مولا! کچھ ہو نہیں سکتا......؟

مملکتِ خداداد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک دھن دولت والوں کا پاکستان ہے۔ جہاں دنیا جہان کی آسائش حاصل ہے۔ جہاں رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ حاکم ووالی مزے میں ہیں کہ گھر بیٹھے ان کا ہر کام ہو جاتا ہے۔ دوسرا عوام کا پاکستان کہ جہاں دن کو بھی اندھیرا ہے۔ آنکھوں میں بھی اندھیرا، پیٹ میں بھی اندھیرا۔ جہاں امیر' جدید نظام ہائے حیات سے بہرہ مند ہے اور غریب کے گھر میں دیا بھی نہیں جلتا۔ امراء کے بچے امریکن، برٹش، پبلک سکولوں کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور غریب بچوں کے لیے ''کھوتی حاطے'' ہیں پوش علاقوں میں بجلی اور پانی کو انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے اور غریب کے بچے گٹر اور بجلی کے حادثات میں مرتے ہیں۔ جہاں کے امراء ساٹھ ستر لاکھ کی گاڑی خریدیں تو ان کا ٹیکس بھی معاف ہے اور غریب سائیکل بھی خریدے تو جی ایس ٹی مزید ہے۔ امراء فلٹرڈ اور منرل پانی پیتے ہیں، پیزہ، برگر، مکھن، دودھ پر جیتے ہیں اور غریب آلودہ پانی پی کر ہسپتالوں کی رونقِ مرگ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ امراء کو کروڑوں روپے کا قرض معاف کر دیا جاتا ہے اور غریب چودہ روپے کلو آٹے کے لیے ترستا ہے۔ کوئی مفلس بے چارہ' مینارِ پاکستان سے چھلانگ لگا رہا ہے، کوئی مزارِ قائد پر خودکشی کر رہا ہے اور کوئی بیوی بچوں سمیت زہر کھا رہا ہے۔ جہاں امیر 'غریب کا خون نچوڑتا ہے اور غریب مزدوری کر کے' امیر کو پالنے پوسنے کے لیے پیسہ دیتا ہے ٹیکس کے نام پر، مہنگائی کے طور پر، بلوں کی شکل میں۔ جہاں امراء کے بچے لاکھ لاکھ روپے ماہانہ کی مراعات والی پوسٹوں کے مزے لوٹتے ہیں۔ سب بڑے عہدوں کے دران کے لیے وا ہیں اور غریب کے بال کو چپڑاس بھی نہیں ملتی۔ مفلس کی بہو بیٹی آٹے کے لیے' لائن میں لگی ہوئی ہے۔ زندگی عذاب ہے غریب زیرِ عتاب ہے:

میرے اِدھر بھی آدمی ہیں اور اُدھر بھی آدمی
اِن کے جوتوں پر چمک ہے اُن کے چہروں پر نہیں

کیا علامہ اقبال نے اسی پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔ محمد علی جناح نے ایسے ہی پاکستان کے لیے دن رات محنت کی تھی۔ جس کے لیے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور ہزاروں بیٹیاں اٹھالی گئیں۔ کیا لاکھوں نقل مکانی کرنے والوں سے اسی پاکستان کا وعدہ کیا گیا تھا' جہاں دن دہاڑے کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ انصاف طلب کرنے والوں کو مزید مشکلات سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ جہاں رشوت کو حق الخدمت یا انعام، قسط کو کرایہ، دفتری کمیشن کو چائے پانی، تاش کو سیپارہ، مراثی کو

آرٹسٹ، قوالی کو رب رب کرنا اور سود کو منافع کہہ کر پیشاب کو گرائپ واٹر کا نام دیا جا رہا ہے۔ جہاں جہالت کو تعلیم، خام خیالی کو روشن خیالی، جہاد کو دہشت گردی، پردہ کو پسماندگی، حدود اللہ کو ظلم، شقاوت کو محبت، بغاوت کو اطاعت، فحاشی کو فیشن، عریانی کو ثقافت، جھوٹ کو سچ منافقت کو اعتدال پسندی، جرم کو قانون، خائن کو امین، چور کو چودھری، بزدلی کو حکمت، شیطان کو ولی اور بندر کو آدمی کہا جا رہا ہے۔ جہاں کا بڑا زمیندار صرف اس لیے اپنی بہن' بیٹی کی رخصتی نہیں کرتا کہ وہ اپنا حصہ ساتھ لے جائے گی۔ جہاں ثابت چیزیں مہنگی اور پسی ہوئی سستی ہیں۔ جہاں دودھ میلا اور شہد کڑوا ہے، مدارس پہ چھاپے ہیں، مساجد میں گولی ہے، ٹی وی ریڈیو پر ڈوموں اور مراثیوں کا تسلط ہے، کنجنیاں گا رہی ہیں۔ میڈیا پر نام نہاد صاحب لیاقت عامروں اور بابروں کا راج ہے۔ چُگّی داڑھی والے ٹوڈی، ننگے سر، ننگی ٹھوڑی، عینک کی چمک اور اچکن کی لٹک کے ساتھ' بھیروی کی لَے میں درس دے رہے ہیں۔ انگوٹھیوں میں الجھی ہوئی انگلیوں اور مجنوں کی پسلیوں والے شرعی لقندرے' ساز کے ساتھ نعت گو ہیں۔ کئی بہروپیے، مذہبی جیب کُترے آن لائن ہیں۔ شیکسپیئر کے ڈراموں کے کردار' کئی خواجہ عذاب اللہ دست بدعا ہیں۔ ''اے اللہ! ہمیں بنیاد پرستی سے نجات دے'' علماحق کو چُن چُن کر مارا جا رہا ہے۔ آزادیٔ نسواں کے نام پر خواتین کو گھروں سے باہر نکالا جا رہا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے زمانے کو پتھر کا زمانہ قرار دیا جا رہا ہے۔ ماڈرن لم چھڑے، بے غیرت لڑکیوں کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر' مکس گیدرنگ میں مست ہیں۔ روشن خیالیے، ولایتی مسلمان برملا کہہ رہے ہیں کہ کچھ لوگ ہمیں چودہ سو سال پرانے تاریکی کے دور میں لے جانا چاہتے ہیں۔ خدا اور رسول پاک ﷺ کے احکام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اور اب بات عورت کے سر سے ردائے زہرا اتارنے اور مرد کے چہرے سے رسول پاک ﷺ کی نشانی صاف کرنے تک جا پہنچی ہے۔ سیاستدان کہتا ہے: سیاست میں شریف آدمی کا کوئی کام نہیں۔ یعنی غنڈہ اور بدمعاش ہی سیاستدان بن سکتا ہے۔ ترقی پسند ادیب کہتا ہے ادب میں مذہب کے لیے کوئی جگہ نہیں' حمد و نعت شاعری کی کوئی صنف نہیں۔ نیا زمانہ ہے' نئی رت ہے' آگ ہے' انگارے ہی انگارے ہیں۔ تھانے مجرموں کی آماج گاہ ہیں۔ ایف آئی آر سے لے کر فیصلے تک انصاف بکتا ہے۔ جہاں مزدور' کسان' اہل کار۔ جاگیردار' صنعت کار' آجر کو کروڑوں کما کر دیتا ہے اور اسے نان جویں کے لیے بھی اجرت نہیں ملتی۔ وڈیروں کی ہزاروں ایکڑ زمین پر' پرندوں اور جانوروں کے ساتھ عورتیں بھی شکار کی جاتی ہیں۔ جائیداد کی کوئی رجسٹری، ڈومیسائل، بجلی، پانی، ٹیلیفون کنکشن، عدالت پٹواری سے کوئی نقل بغیر چائے پانی کے نہیں ملتی۔ جہاں بڑے بڑے عہدے' سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہوتے ہیں کہ ان عہدوں کے ساتھ سرکاری گاڑیاں، ڈرائیور، پٹرول، اعلیٰ سجی سجائی رہائش گاہیں، نوکر چاکر، ٹی اے ڈی اے، تحفے تحائف، بے شمار مراعات وابستہ ہیں۔ بڑی بڑی کلبوں، ہوٹلوں اور کوٹھیوں میں شراب، جوا اور طوائف عام ہے۔ طوائف اور وائف کے فرق کو آزادی اور جدت پسندی کے نام پر قتل کیا جا رہا ہے۔ عیاش گھرانوں کے بگڑے ہوئے شہزادے اور بے شرم و بے حیا لونڈے لپاڑے' گرلز تعلیمی اداروں کے سامنے' آوارہ

کُتوں کی طرح ''لُوس'' مارتے پھرتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ صحافی بلیک میلر اور اخبار بے حیائی کی تشہیر کا ذریعہ ہیں، استاد علم پرور نہیں رہے شکم پرور ہوگئے ہیں، شاگرد گستاخ ہیں، عورت ناچتی ہے، مرد بے غیرت ہے، تاجر بددیانت ہیں، اولاد نافرمان ہے، لڑکا والد کے مقابلے میں دوست کو اور ماں کے مقابلے میں بیوی کو ترجیح دیتا ہے، بچے، بوڑھے ماں باپ کی بات سننے کے بجائے، انٹرنیٹ، کیبل پر برہنہ تصاویر کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، سجدہ گاہوں میں موبائل اور کلاک کے ساز بجتے ہیں، سینماؤں میں حیا باختہ عورتوں کے پوسٹروں کے ساتھ ''اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمدللہ'' کے الفاظ ثبت کر کے خدا کے خوف کو آگ دکھائی جا رہی ہے۔ وقت کا دجّال زوروں پر ہے۔ اپنی وحشت وسفاکی میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ افغانستان زخموں سے چور چور ہے۔ فلسطین، کشمیر لہولہو ہے، بوسینیا، چیچنیا کا مسلمان خون میں لت پت ہے، فلوجہ اور موصل کی گلیوں میں عورتوں اور بچوں کے لاشے تڑپ رہے ہیں۔ کوئی اٹھانے والا نہیں۔ ایک بے بسی ہے، لاچاری ہے، یا اللہ ! تیری دہائی ہے کہ اب تو تیسرے درجے کا ایمان بچانا بھی مشکل ہوگیا ہے اور!

داغ یہ ذلت کے ہیں، دھو نہیں سکتا
بے بس ہیں مولا! کچھ ہو نہیں سکتا؟

ملک کے نامور ادیب وشاعر
عطاء الحق قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی
خالد مسعود خان اور سید یونس الحسنی
کی وقیع آراء کے ساتھ
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کا شعری مجموعہ
''چمن خیال''
شائع ہو چکا ہے
ضخامت: 120 صفحات ● قیمت: 100 روپے
ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961